



## رہبر معظم انقلاب اسلامی نے تہران کی نماز جمعہ میں خطبے پیش کئے - 19 / Jun / 2009

پہلا خطبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والحمد لله رب العالمین محمدہ ونستعینہ ونتوکل علیہ ونستغفرہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ ونجیبہ وخیرتہ فی خلقہ حافظ سرہ ومبلغ رسالاتہ بشیر رحمتم ونذیر نعمتم سیدنا ونبینا ابی القاسم المصطفیٰ محمد وعلی آلہ الاطیبین الاطہرین المنتخبین الهداة المہدیین المعصومین سیمابقیۃ اللہ فی العالمین والسلام علی ائمتہ المسلمین وحماۃ المستضعفین وهداة المؤمنین

قال حکیم فی کتابہ "هو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانہم وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ علیماً حکیماً (۱)۔"

میں تمام برادران وخواہران عزیز کو برحال میں تقوائے الہی اختیار کرنے، خداسے لولگانے اور اس کی رحمت وفضل سے دل بستگی رکھنے کی دعوت دیتا ہوں اگر ہم تقوائے الہی اختیار کر لیں، برحال میں اسی سے لولگانے رہیں اور یہ فراموش نہ کریں کہ برحال میں اسی کے حضور میں ہیں جو کہ تقویٰ کے حقیقی معنی ہیں تو یقیناً خدا کی رحمت و برکت اور اس کی مدد ہمارے شامل حال ہوجائے گی۔ ہر ہفتہ نماز جمعہ میں شرکت کرنے والے اور خدا سے لولگانے والے شخص کو تقویٰ کے یہ حیرت انگیز معنی دہرانے چاہئیں اور خود کو تقویٰ و پرہیز گاری کی تلقین کرنی چاہیے۔

یہ ایام ایک طرف سے صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت و باسعادت سے ملے ہوئے ہیں یعنی آپ کی ولادت کی تاریخ گذری ہے اور دوسری جانب ماہ رجب کے گراں قیمت ایام آریے برسیہ ذکر کا وقت ہے، دعا کا وقت ہے، خدا سے لولگانے کا وقت ہے۔ جس آیہ کریمہ کی تلاوت کی ہے اس میں مؤمنین کو بشارت اور سکینہ الہی کے نزول کی یاد دلائی جارہی ہے۔ (۶ ہجری کو سرکار رسالت مآب اپنے سیکڑوں اصحاب کے ہمراہ عمرہ کی غرض سے مکہ سے مدینہ کی سمت چلے تو راستہ میں کچھ ایسے واقعات پیش آگئے جن کی وجہ سے کئی لحاظ سے مؤمنین کے دل میں تلاطم اور بے چینی پیدا ہوگئی؛ ایک یہ کہ مسلح دشمنوں نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا، یہ لوگ مدینہ سے دور تھے، حدیبیہ مکہ سے نزدیک ہے، دشمن مکہ کا سہارا لے ہوئے تھے، ان کے پاس طاقت تھی، اسلحہ تھا، لشکر تھا۔ ایک طرف یہ بھڑکنا کن صورت حال تھی اور بہت سے مؤمنین مضطرب تھے اور دوسری طرف سرکار ختمی مرتبت (ص) اپنی پوشیدہ خدائی سیاست کی بنا پر جو بعد میں سب پر عیاں ہوگئی کفار کے سامنے بہت سے مراحل پر عقب نشینی اختیار کرتے چلے گئے؛ انہوں نے کہا رحمان ورحیم اور بسم اللہ کو مٹا دیا جائے آپ (ص) نے مان لیا اس طرح کے اور بھی چند واقعات ہوئے جن سے مؤمنین کے دلوں میں تشویش اور اضطراب پیدا ہوگیا، کچھ شکوک و شبہات کا شکار ہو گئے۔



دفتر مقام معظم رہبری  
www.leader.ir

جب ذاتی یا اجتماعی مسائل کے باعث مؤمنین اضطراب کا شکار بوجائیں تو ایسے مواقع پر سکینہ الہی کا انتظار کرنا چاہئے۔ ارشاد ہوا "ہوالذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین" خدانے دلوں کی تکلیف دور کی، انہیں سکون بخشا، ان کے اندر سے تلاطم دور کیا اور مسلمان خدا کی اس عنایت کے بعد سکون پا گئے۔ اس کے بعد اس روحانی و قلبی سکون کا نتیجہ کیا ہوتا ہے "لیزدادوا ایماناً مع ایمانہم" اس کے بعد ان کے دلوں میں ایمان مزید راسخ بوجاتا ہے، انہیں مزید نورانیت ملتی ہے۔ اسی لئے مسلمانوں اور مؤمنین کو خدا سے حسن ظن رکھنا چاہئے، یہ یقین رکھنا چاہئے کہ خدا ان کا ناصر و مددگار ہے، یہ یقین رکھنا چاہئے کہ راہ مستقیم پر چلنے والوں کے ساتھ خدا بے جب دل مطمئن بوجاتے ہیں تو قدم لڑکھڑاتے نہیں اور جب قدم مضبوط بوجائیں راستہ آسانی سے طے ہوتا ہے، منزل نزدیک بوجاتی ہے۔

اسلام کے دشمنوں نے مسلمانوں کے دلوں کو ہمیشہ مضطرب کرنا چاہا ہے۔ تاریخ اسلام میں ایسے کئی واقعات ہیں۔ اسلام سے قبل بھی انبیاء کے عظیم جہادی اقدامات کے موقع پر جو لوگ ایمان پر قائم رہے انہیں روحانی سکون ملا۔ اس سکون کے باعث ان کے قدم ایمان کی راہ میں اٹھنے لگے، نہ کسی تشویش میں مبتلا ہوئے اور نہ انہیں کسی قسم کا اضطراب ہوا، نہ اپنا راستہ بھولے۔ اس لئے کہ اضطراب اور ذہنی پریشانی کے وقت صحیح راستہ کا انتخاب مشکل ہوتا ہے۔ جسے قلبی سکون ہو وہ صحیح سوچتا، صحیح فیصلہ لیتا اور صحیح قدم اٹھاتا ہے۔ یہ رحمت الہی کی نشانیاں ہیں۔

اس وقت ہمارے انقلابی معاشرہ اور مؤمن عوام کو اپنے اندر کے اس سکون و اطمینان میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ "الابذکر اللہ تطمئن القلوب" (۲) یاد خدا دنیا اور زندگی کے طوفانوں میں انسان کی حفاظت کرتی ہے۔ خدا کی یاد کی اہمیت سمجھئے۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیا۔ ایمان ماہ رجب نزدیک ہے۔ اس ماہ کی دعائیں معرفت کا سمندر ہیں۔ دعائیں فقط اتنا ہی نہیں ہوتا کہ انسان خدا سے قربت حاصل کرتا ہے۔ یہ تو ہے ہی، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ دعا میں تعلیم بھی ہے، تزکیہ بھی ہے، ائمہ طہرین سے منقول دعائیں انسان کا ذہن روشن کر دیتی ہیں۔ ہمیں ایسے حقائق کی تعلیم دیتی ہیں جن کی ہمیں زندگی میں ضرورت ہے اور دل کو خدا کی جانب متوجہ بھی کرتی ہیں۔ خدا کی یاد کی بہت زیادہ قدر کرنی چاہئے۔ یہ نماز جمعہ بھی خدا کی یاد کا مصداق ہے "فاسعوا الی ذکر اللہ" (۳) یہاں آپ کے دل، زبان اور حرکات و سکنات پر یاد الہی سایہ فگن رہنی چاہئے۔ دل میں خدا کی یاد ہو، زبان پر اس کا ذکر ہو، ہاتھ پیر اور تمام جسمانی حرکات و سکنات خدا کی یاد اور اس کے اوامر کی اطاعت میں ہوں تو یہی وہ چیز ہے جس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔

میں آپ سے عرض کروں کہ انقلاب کے بعد کے ان تیس سالوں میں ہمارے سامنے ایسے ایسے مرحلے آئے جو ایک قوم اور ایک نظام حکومت کو زیر و زبر کرنے کے لئے کافی ہوا کرتے ہیں، ملک کو ایسے بحران سے دوچار کر دیتے ہیں کہ اسے سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ جیسی صورت حال ہم اپنے کچھ پڑوسی ممالک میں دیکھ رہے ہیں ہمارے سامنے بھی ایسے حالات رونما ہوئے لیکن ایمان، عزم محکم، نورانی دل اور ذکر خدا کے سہارے چلنے والی اس کشتی میں ایسے ایسے طوفانی حالات میں بھی ذرہ برابر تزلزل تک نہ ہوا۔ یہ رحمت الہی کی نشانی ہے، یہ آپ عوام پر خدا کے فضل و کرم کی علامت ہے۔

خدا کا فضل و کرم ہمیشہ ہمارے شامل حال رہا ہے اور اس فضل و کرم کی حفاظت کرنی چاہیے اور کبھی بھی غرور کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ خدا کا دست مددگار دیکھ کے کبھی یہ نہ کہئے گا کہ "ہم پر تو خدا کی توجہ ہے ہی" اور اپنی ذمہ داریوں سے غفلت نہ کیجئے گا۔ کبھی بھی دل سے خدا کی یاد محو نہ ہونے دیجئے گا۔ یہ خاص طور پر آپ ملک کے تمام جوانوں سے کہہ رہا ہوں۔ ان دلوں کو، ان نورانی دلوں کو، ان نرم دلوں کو عنایت جانئے۔ انہیں خدا کی یاد سے سیروسیراب کیجئے۔ پھر اس قوم پر خدا کے فضل و کرم کا سلسلہ جاری رہے گا اور میں آج آپ سے بتا رہا ہوں جان لیجئے میں جتنا اس قوم کو جانتا ہوں، جتنا اس قوم اور دیگر اقوام کی تاریخ سے باخبر ہوں اس کی بنا پر یہ یقین و اطمینان سے کہہ سکتا ہوں یہ قوم خدا کی توفیق اور اس کی امداد سے اپنے اعلیٰ اہداف و مقاصد تک رسائی حاصل کر لے گی۔

سماج کے روحانی ماحول کی قدر کیجئے۔ کہیں سیاسی نشیب و فراز ہمیں خدا سے غافل نہ کر دے۔ کہیں سیاسی بختیں (جو ملک میں ہوتی رہتی ہیں اور آزاد اقوام کا شیوا ہے) ہمیں غفلت میں نہ ڈال دیں۔ ہمیں پتہ ہی نہ ہو کہ ہمیں کہاں جانا ہے اور کیسے جانا ہے۔ اس انقلاب کی بنیادی پاک اور سچے ایمان پر رکھی گئی تھی اس کی بقا بھی اسی میں مضمر ہے۔



دین سے منحرف کرنے والی تمام چیزیں موجود ہونے کے باوجود ہماری قوم مؤمن، خدا دوست، دین شناس اور روحانیت پسند ہے۔ مادیت میں غرق دنیا کے جوان حیران و سرگردان ہیں، روحانیت سے دوری نے انہیں سرگردان کر دیا ہے۔ انہیں سمجھ میں ہی نہیں آ رہا کہ کیا کریں ان کے مفکرین بھی پریشان ہیں ہاں کچھ سمجھ چکے ہیں کہ ان کی بھلائی روحانیت کی طرف پلٹ آنے میں ہے۔ لیکن کھوئی ہوئی معنویت جسے دوسویوں سے مغربی ممالک میں کچلا جا رہا ہے کیسے پلٹ سکتی ہے۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ لیکن ہماری قوم کا یہ حال نہیں ہے۔ ہم روحانی ماحول میں آگے بڑھے، روحانیت ہی کے ذریعہ اتنا عظیم انقلاب کامیابی سے ہمکنار کیا اور روحانیت ہی کے ذریعہ اس مادی دنیا میں روحانی بنیادوں پر اسلامی نظام قائم کیا، اس کی بنیادیں مضبوط کیں اور مختلف قسم کے حملوں اور طوفانوں میں اس کی حفاظت کی۔ ہماری قوم نے اٹھ سالہ مسلط کردہ جنگ اسی روحانیت کے سہارے جیت لی۔ ہماری جوانوں کی اکثریت مؤمن اور روحانی ہے۔ یہاں تک وہ لوگ جن کی وضع قطع سے لگتا نہیں کہ یہ بھی روحانیت پسند ہوں گے۔ لیکن حساس مواقع پر محسوس ہوتا ہے کہ ان کا دل بھی خدا سے لولگائے ہوئے ہے۔ ہمیں نے بار بار عرض کیا ہے شبہائے قدر، ایام اعتکاف اور نماز عید فطر کے موقع پر انسان جن کے لئے سوچ بھی نہیں سکتا وہ بھی خدا سے لولگائے ہوتے ہیں۔

پالنے والے تجھے قسم ہے قرآن کی، تجھے قسم ہے ائمہ طاہرین (علیہم السلام) اور نبی کریم (ص) کی ہمارے دلوں کو پہلے سے زیادہ روحانیت سے مملو کر دے۔

پروردگارا! ہمیں قرآن و اہلبیت سے دور نہ کر۔

پالنے والے! اس امت پر تقویٰ، ایمان اور سکینہ نازل فرما۔

پالنے والے! اس باعزت اور مظلوم قوم کو دشمنوں پر غلبہ عنایت کر۔

پالنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے سے لولگائے رہنے دے۔

پالنے والے! ہم جو کہہ رہے ہیں، کر رہے ہیں اسے اپنے لئے اور اپنی راہ میں قرار دے اور اسے قبول فرما۔

پالنے والے! اپنے ولی، حجت، عبد صالح، حضرت بقیۃ اللہ (ارواحنا فدای) کی خدمت میں ہمارا درود و سلام بھیجے۔ ہمارے حق میں ان کی دعا کو قبول



دفتر مقام معظم رهبری  
www.leader.ir

فرما۔

بسم الله الرحمن الرحيم

والعصران الانسان لفي خسر الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ ( ۴ )

دوسرا خطبہ

بسم الله الرحمن الرحيم

والحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا ونبينا ابى القاسم المصطفى محمد وعلى آلہ الاطيبين الاطهرين المنتخبين الهداة المهديين المعصومين سيما علي امير المؤمنين وحيبته فاطمة الزبراء والحسن والحسين سيدى شباب اهل الجنة وعلى ابن الحسين ومحمد ابن على وجعفر ابن محمد وموسى ابن جعفر وعلى ابن موسى ومحمد ابن على وعلى ابن محمد والحسن ابن على والخلف القائم المهدي صلواتك عليهم اجمعين وصل على ائمة المسلمين المستضعفين وهداة المؤمنين

اوصيكم عباد الله بتقوى الله۔

اس خطبہ میں بھی میں نماز کے لئے تشریف لائے جملہ برادران و خواہران کو تقویٰ اور بربریز گاری کی دعوت دیتا ہوں ۔

اس خطبہ میں انتخابات کے موضوع پر گفتگو کرنا ہے جو کہ اس وقت ملک کا تازہ ترین مسئلہ ہے مجھے تین طرح کے افراد سے تین طرح کی باتیں کہنا ہیں۔ کچھ باتیں ملک بھر کی عوام سے کہنا ہیں جہاں کہیں بھی ہیں۔ کچھ باتیں سیاسی شخصیات، صدارتی امیدواروں اور الیکشن کے معاملات میں سرگرم رہنے والے افراد سے کہنا ہیں اور اس کے بعد کچھ باتیں استخباری ممالک کے سربراہان، بعض مغربی ممالک اور ان کی سرپرستیمیں کام کرنے والے ذرائع ابلاغ کے ذمہ داروں سے کہنا ہیں۔



آپ عزیز عوامکا تہ دل سے شکر یہ ادا کرتا ہوں اور آپ کی تعظیم و احترام بجا لاتا ہوں مجھے تقریر میں اپنے مخاطبوں کے سلسلہ میں غلو سے کام لینا یا تملق کرنا قطعاً پسند نہیں ہے لیکن الیکشن سے متعلق میں جتنی بھی آپ کی تعریف کر دوں برگز غلو نہ ہوگا اگر کہیں کہیں تملق بھی محسوس ہو تب بھی کوئی حرج نہیں اسلئے کہ آپ کا کارنامہ بہت بڑا ہے جو کو بونے والی پولنگ عوام کی جانب سے ملک کی تقدیر سازی میں ان کے احساس ذمہ داری کا مظاہرہ تھا، ملکی انتظام میں شرکت کے شوق کا عزم تھا، نظام سے وفاداری کا مظاہرہ تھا، مجھے اس طرح کے انتخابی عمل کی مثال دنیا بھر میں کہیں نظر نہیں آتی؛ نہ جھوٹے موٹ کی ظاہری جمہوریت کے حامل ممالک میں اور نہ ہی حقیقت میں عوامی مینڈیٹ پر بھروسہ کرنے والے ممالک میں اسلامی جمہوریہ کے اندر یہی ۱۹۷۹ کے ریفرنڈم کے علاوہ گذشتہ جمعہ جیسی بھاری پولنگ کی کوئی مثال نہیں ملتی، جیسا فیصد عوام یعنی تقریباً چار کروڑ لوگوں کا پولنگ میں حصہ لینا! واقعاً اس طرح کے واقعات کی پشت پر امام عصر (عج) کا دست مبارک نظر آتا ہے یہ خداسے لوگانے کی نشانی ہے۔ میں ملک بھر کی عوامکا دل کی گہرائیوں سے ادب و احترام بجالانا ضروری سمجھتا ہوں۔

خاص طور پر ہماری نوجوان نسل نے ثابت کر دیا ہے کہ اس میں بھی وہی سیاسی جوش و جذبہ، وہی سیاسی شعور اور سیاسی لحاظ سے وہی بصیرت ہے جو ہمیں انقلاب کی پہلی نسل میں نظر آتی تھی۔ فرق یہ ہے کہ انقلاب کے دوران خود انقلابی جوش تھا اس کے بعد جنگ کے دوران بھی دوسرے لحاظ سے جوانوں میں جوش و خروش پیدا ہوتا تھا لیکن آج ایسا کچھ بھی نہیں اس کے باوجود وہی عہد، وہی احساس ذمہ داری اور سیاسی جوش کے ساتھ وہی بوش اور بصیرت بھی ہماری موجودہ نسل میں موجود ہے۔ کوئی معمولی بات نہیں ہے یہاں لوگوں کے درمیان مزاج کا فرق ہے کچھ لوگ کسی ایک کوماتے ہیں اس کی بات پر توجہ دیتے ہیں کچھ لوگ کسی دوسرے کوماتے اور اسی کی بات سنتے ہیں یہ اپنی جگہ ہے اور قدرتی چیز ہے۔ نظریات اپنے اپنے سہی مگر عوام میں اپنے ملک اور اپنے نظام کی حفاظت کے سلسلہ میں ایک اجتماعی عزم و عہد نظر آتا ہے شہر بھر، دیہات ہو، چھوٹا شہر ہو، بڑا شہر ہو، جگہ مختلف قوموں کے لوگ، مختلف مسالک کے لوگ، مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان سب نکل پڑے اور یہ عظیم کارنامہ سرانجام پا گیا۔

یہ الیکشن میرے عزیزو! آپ کے دشمنوں کے لئے ایک سیاسی زلزلہ اور دنیا بھر میں پھیلے آپ کے چاہنے والوں کے لئے تاریخی جشن کا موقع تھا۔ انقلاب کے تیس سال پورے ہونے پر عوام کا اس انداز سے اسلامی نظام، انقلاب اور امام خمینی (رہ) کے تئیں وفاداری کا اظہار کرنا مرحوم امام (رہ) اور شہداء کے ساتھ ایک عمومی تجدید بیعت تھی جس سے اسلامی جمہوریہ کو سستانے اور پھر سے آگے بڑھنے کا بہت بڑا موقع مل گیا۔ ان انتخابات نے فخریہ انداز میں دنیا کے سامنے مذہبی جمہوریت (عوامی حکومت) کا نمونہ پیش کیا ہے۔ اسلامی جمہوریہ کے تمام مخالفین نے دیکھ لیا کہ مذہبی جمہوریت کیا ہوتی ہے۔ یہ ایک تیسرا راستہ ہے ایک طرف ڈکٹیٹر شپ اور مطلق العنانیت ہے اور دوسری طرف روحانیت اور مذہب سے دور ڈیموکریسیاں ہیں۔ یہ مذہبی جمہوریت جس کی سمت عوام کھینچے چلے آئے ہیں۔ خولوگوں نے اس امتحان میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ یہی تھی ان انتخابات سے متعلق پہلی بات جو مجھے عوام سے کہنا تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ۱۲/جون کے انتخابات نے ثابت کر دیا کہ اس ملک میں پراعتماد، پرامید اور قومی سطح پر طراوت و شادابی رکھنے والے لوگ رہتے ہیں۔ یہ دشمن کے بہت سارے پروپیگنڈے کا جواب ہے۔ اگر یہاں کے لوگوں کو اپنا مستقبل تاریک نظر آ رہا ہوتا تو ووٹ نہ دیتے۔ اگر انہیں اپنے نظام حکومت پر بھروسہ نہیں تھا تو ووٹ نہ دیتے۔ اگر انہیں محسوس ہو رہی تھی تو ووٹ نہ دیتے۔ واضح ہو گیا کہ لوگوں کو اسلامی جمہوری نظام پراعتماد ہے اور میں ابھی آگے چل کر عرض کروں گا کہ دشمن یہی اعتماد توڑنا چاہتے ہیں۔ یہ اسلامی جمہوریہ کا عظیم ترین سرمایہ ہے جسے وہ ہم سے چھیننا چاہتے ہیں اب الیکشن کے سلسلہ میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ عوام کا اسلامی نظام پر سے اعتماد کمزور ہو جائے۔ ہمارے دشمن یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب اعتماد نہیں ہوگا تو الیکشن میں کم تعداد میں لوگ حصہ لیں گے اور جہاں الیکشن میں حصہ لینے والوں کی تعداد کم ہو جائے گی تو نظام کی قانونی حیثیت پر حرف آجائے گا۔ یہ ان کا مقصد ہے۔ لوگوں سے اعتماد ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ الیکشن میں ان کی شرکت صفر ہو جائے اور اس طرح اسلامی جمہوریہ کی قانونی حیثیت ختم ہو جائے۔ دشمن یہ چاہتا ہے اور اس کا نقصان بینکوں یا بسوں کو آگ لگانے سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کا کسی دوسرے نقصان سے موازنہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ لوگ اتنے ذوق و شوق سے اتنا عظیم اقدام اٹھائیں، الیکشن میں حصہ لیں اور پھر ان سے کہا جائے کہ تم نے اسلامی نظام پر بھروسہ کر کے غلطی کی ہے یہ نظام قابل بھروسہ تھا ہی نہیں۔ دشمن یہ چاہتا ہے اور اس کے لئے اس نے کوششیں الیکشن کے دو تین ماہ پہلے سے ہی شروع کر دی تھیں۔ میں نے شمسالی سال کے آغاز کے موقع پر مشہد کی اپنی تقریر میں کہا تھا کہ مستقل پروپیگنڈے کیا جا رہا ہے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوگی۔ یہی ہے اسے ماحول بنایا جا رہا تھا۔ اس وقت اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ جو بات دشمن ہمارے عوام کے دل میں ڈالنا چاہتا ہے اسے آپ نہ دہرائیے گا۔ اسلامی جمہوری نظام پر عوام کو بھروسہ ہے۔ یہ بھروسہ کوئی آسانی سے حاصل نہیں ہوا ہے۔ تیس سال سے اسلامی جمہوریہ کے حکام انتھک محنت کر رہے ہیں اور ان کی کارکردگی دیکھ کر لوگوں میں یہ اعتماد پیدا ہوا ہے۔ دشمن اسی کو چھیننا چاہتا ہے۔ ایک بات یہ ہوتی۔



دفتر مقام معظم رہبری  
www.leader.ir

تیسری باترقیات اور انتخابی مقابلہ سے متعلق بے صدارتی امیدواروں کے درمیان رقابت اور مقابلہ حقیقی، پوری طرح آزاد اور صاف و شفاف تھا۔ سب نے ملاحظہ کیا ہے۔ رقابت اور مناظرے اتنے شفاف اور واضح تھے کہ کچھ کوان پر اعتراض ہونے لگا میں ابھی عرض کروں گا کسی حد تک انکا اعتراض بھی بجا ہے اس کے منفی اثرات ابھی باقی ہیں۔ عموماً عرض کر رہا تھا کہ ان چار صدارتی امیدواروں کے درمیان رقابت اور مقابلہ اسلامی نظام کے اندر کے چار حلقوں کے درمیان تھا۔ دشمن مختلف ذرائع ابلاغ (جن کی اکثریت صہیونیوں سے وابستہ ہے) کی وساطت سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے کہ یہ مقابلہ انقلاب کے حامیوں اور مخالفوں کے درمیان ہے۔ جی نہیں ایسا نہیں ہے۔ یہ وہ ایسا کہہ کہہ کے بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں یہ سچائی نہیں ہے۔

یہ چاروں صدارتی امیدوار اسلامی نظام بیسے وابستہ ہیں۔ ان میں سے ایک موجودہ صدر ہیں، خادم قوم، محنتی اور قابل اعتماد صدر ایک خود میرے صدارتی دور میں اٹھ سال تک وزیر اعظم رہے ہیں۔ ایک کئی سال تک فوج کے سربراہ اور مقدس دفاع کے دوران ایک اہم کمانڈر رہے ہیں۔ ایک دوبار پارلیمنٹ کے سربراہ رہے ہیں، مجلس شورای اسلامی کے اسپیکر رہے ہیں۔ یہ سب اسلامی نظام ہی سے منسلک افراد ہیں۔ ان میں نظریاتی اختلاف ضرور ہے۔ پروگرام اور منصوبے الگ الگ ہیں، سیاسی سمتیں الگ الگ ہیں۔ لیکن چاروں کے چاروں اسلامی نظام ہی کا حصہ ہیں۔ جو یہی مقابلہ ہے نظام کے اندر ہے نظام کے اندر اور باہر نہیں جیسا کہ صہیونی، امریکی اور خبیث برطانیہ کے ذرائع ابلاغ رٹ لگائے ہیں۔ جی نہیں یہ مقابلہ نظام کے اندر اور نظام سے وابستہ افراد کے بیچتھا۔ میں سب کا ماضی جانتا ہوں، سب کے مزاج سے واقف ہوں، انکی رفتار و گفتار سے آگاہ ہوں میں سب کے ساتھ کام کر چکا ہوں۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ میں ان کے سارے نظریات قبول نہیں رکھتا۔ ان کے بعض نظریات اور اقدامات میری نظر میں بلاشک و شبہ قابل تنقید ہیں۔ ان میں سے بعض کو ملک کی خدمت کے سلسلہ میں دوسرے سے زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔ لیکن انتخاب کا حق عوام کے پاس ہے اور انہوں نے انتخاب کر لیا ہے۔ میری مرضی اور خواہش نہ عوام کے سامنے بیان ہوتی ہے اور نہ اس سلسلہ میں ان کے لئے اس پر عمل ضروری ہے۔ لوگوں نے اپنے معیار اور اصول کے مطابق کسی ایک کو برکھا اور آگے بڑھ کے اسے ووٹ دیا۔ چند ملین ایک طرف رہا اور چند ملین دوسری طرف، لہذا یہ سارا معاملہ نظام کے اندر کا ہے۔ اگر اس معاملہ کو کوئی بگاڑ کے پیش کرنا چاہے تو یہ سو فیصد اس کی خباثت ہے جو کسی اور مقصد کے تحت ایسا کر رہا ہے۔ یہی نظام کے اندر اور باہر والوں کے درمیان مقابلہ نہیں تھا، نہ ہی انقلاب اور انقلاب کے مخالفین کے درمیان تھا۔ مقابلہ اسلامی نظام حکومت کی چار دیواری کے اندر تھا۔

لوگوں نے ان چاروں میں سے جسے بھی ووٹ دیا ہے۔ اسلامی نظام پر یقین کے ساتھ ووٹ دیا ہے اور یہ سوچ کر دیا ہے کہ فلاں ملک کے لئے بہتر ہے، نظام کا زیادہ پابند ہے۔ جسے نظام کی خدمت کے لئے دوسروں سے بہتر سمجھا اسی کو ووٹ دیا۔ لوگوں نے بھی اسلامی نظام کی چار دیواری کے اندر الیکشن میں حصہ لیا ہے۔

جہاں تک مناظروں کا تعلق ہے تو یہ اچھا اور اہم ایجاد تھی، مناظرے نہایت واضح، شفاف اور واقعی تھے۔ مناظرہ ان غیر ملکی پریگنڈوں کا منہ توڑ جواب تھے کہ ایران میں انتخابی مقابلہ آرائی محض دکھاوا ہے۔ لیکن مناظروں کے بعد انہیں پتہ چلا کہ نہیں یہ تو باقاعدہ ٹکر ہے۔ صدارتی امیدوار آمنے سامنے بحث کر رہے تھے، دلیلیں پیش کر رہے تھے۔ لہذا اس لحاظ سے مناظرے بہت ہی اچھے تھے اور ان کے مثبت نتائج بھی نکلے۔ البتہ کچھ خامیاں بھی تھیں۔ میں دونوں چیزوں پر روشنی ڈالوں گا۔

مثبت پہلو یہ تھا کہ ان مناظروں اور ٹی وی مذاکروں میں سب نے کھل کے بات کہی۔ اپنے دل کی بات کیا۔ ایک دوسرے پر تنقید کا ایک سیلاب سامند آیا تھا اور سب کو جواب دینا پڑا تھا۔ تنقید ہوتی تھی اور مد مقابل اس کا جواب دیتا تھا۔ اشخاص اور پارٹیوں کا موقف بغیر کسی پیچیدگی اور ابہام کے صاف صاف لوگوں کے سامنے آ گیا۔ کیا پالیسیاں ہیں، کیا کرنا چاہتے ہیں، کس چیز کے پابند ہیں، کس حد تک پابند ہیں سب عوام کے سامنے آ گیا اور انہیں فیصلہ لینے میں آسانی ہو گئی۔ لوگوں کو احساس ہوا کہ وہ اسلامی نظام کے اندر غیر نہیں سمجھے جاتے اور ملک کے نظام میں اندر اور باہر کوئی معنی نہیں رکھتا۔ سب کچھ عوام کے سامنے آ گیا، سارے نظریات سامنے آ گئے اور معلوم ہوا کہ لوگ سب کچھ دیکھ سن کر ووٹ دیں گے۔ عوام م کا ووٹ دکھاوا نہیں ہے بلکہ انتخاب کا حق واقعاً انہیں کو ہے۔ لوگ سوچ سمجھ کر ووٹ دینا



دفتر مقام معظم رہبری  
www.leader.ir

چاہتے ہیں مناظروں نے یہ ثابت کیا جچھلے الیکشن سے ایک کروڑ زیادہ لوگوں کے پولنگ میں حصہ لینے کی ایک وجہ یقیناً یہی تھی کہ عوام کے اذہان وافکار کھولے گئے اور انہوں نے خود تشخیص دے کے قدم آگے بڑھایا۔ مناظرے سڑکوں تک بھی آئے، گھروں میں بھی داخل ہوئے اور اس سے لوگوں کی انتخاب کی صلاحیت میں اضافہ ہو گیا۔ اس طرح کے مناظروں سے اذہان روشن ہوتے ہیں، انتخاب کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ کی نظرمیں یہ اچھی چیز ہے۔ لیکن میں یہیں پرواضح کردوں کہ مناظرے اس حد تک نہیں پہنچنے چاہئیں کہ جس سے دشمنیاں اور عداوتیں جنم لے لیں اور ایسا ہوا تو ان کا اثر اٹھا ہوگا۔ جتنا اس دن تھا اگر اتنا ہی رہے تو اچھا ہے لیکن کھچتا چلا جائے، بڑھتا ہی رہے، تو تو میں میں ہوتی ہی رہے تو اس سے آہستہ آہستہ دشمنیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اگر مناظروں کی خامیاں دور کر لی جائیں (جن کا میں آگے چل کر تذکرہ کروں گا) تو حکام کی سطح پر ان کے جاری رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حکام خود کو تنقید کے میدان میں لائیں اور جواب دیں، وضاحت کریں۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی پر تنقید ہو تو اسے حقیقت بیان کرنے اور لوگوں کے اذہان روشن کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن وہ نقائص اور خامیاں دور کر لی جائیں جن کا میں آگے چل کر تذکرہ کروں گا۔ اگر سال بھر یا پورے چار سالہ دور میں مناظروں کا سلسلہ جاری رہے تو الیکشن کے وقت ایک دھماکہ خیز صورتحال پیدا نہیں ہوگی اس لئے کہ ساری باتیں سنی جا چکی ہوں گی جو اب دینے چاہئے ہوں گے۔ یہ مناظروں کی خوبیاں تھیں لیکن کچھ نقائص بھی تھے جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ دیکھا گیا کہ مناظروں کا منطقی پہلو کمزور ہو گیا ہے اور جذبات اور احساسات کا غلبہ ہے، کردار کشی کی صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔ ان مناظروں میں موجودہ کیفیت کو حد سے زیادہ خراب دکھایا گیا، گذشتہ ادوار کو بھی خراب دکھایا گیا۔ دونوں باتیں غلط تھیں۔ ایسے الزام لگانے کے جو کہیں ثابت نہیں ہو سکے ہیں، افواہوں کا سہارا لیا گیا، انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ موجودہ حکومت کی اتنی خدمت کے باوجود انصاف سے کام نہیں لیا گیا، گذشتہ حکومتوں اور تیس سالہ دور سے متعلق بھی انصاف سے بات نہیں کی گئی۔ گفتگو کے دوران حضرات جذباتی ہو گئے اور اچھی باتوں کے ساتھ ساتھ جو باتیں اچھی نہیں تھیں وہ بھی کہہ دی گئیں۔ میں نے بھی عام لوگوں کی طرح ٹی وی پر مناظرے دیکھے۔ آزادی اظہار دیکھ کے لطف آیا۔ یہ دیکھ کے لطف آیا کہ اسلامی جمہوری نظام لوگوں کی انتخاب کی صلاحیت بڑھا کے ان کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ لیکن یہ عیوب و نقائص دیکھ کے تکلیف بھی ہوئی۔ صدارتی امیدواروں کے حامیوں کے لئے بھی اس طرح کی کھلم کھلاتی اشتعال انگیز اور تکلیف دہ نہیں۔ دونوں جانب سے یہ حرکت ہوئی۔

نماز جمعہ کا خطبہ خود نماز کا حکم رکھتا ہے اس منبر سے میں حقائق ہی بیان کروں گا۔ افسوس کہ یہ عیب دونوں جانب موجود تھا۔ ایک جانب سے ملک کے آئینی صدر کی کھلم کھلا توہین کی گئی، الیکشن سے دو تین ماہ قبل بھی میرے پاس تقریروں کے ریکارڈ لائے جاتے تھے اور میں دیکھتا یا سنتا تھا کہ تمہیں لگائی جا رہی ہیں کس پر؟ اس شخص پر جو ملک کا آئینی صدر ہے، جسے عوام کامینڈیٹ ملا ہے۔ چھوٹی نسبتیں دی گئیں۔ عوام کے قابل اعتماد صدر مملکت پر چھوٹے بولنے کا الزام لگایا گیا۔ یہ صحیح ہے؟ حکومت کی منفی کارکردگی کی جعلی رپورٹ بنا کر شائع کی گئی۔ ہم جو اندر کی خبر کھنپتے ہیں دیکھ رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب حقیقت کے برعکس ہے۔ گالیوں دی گئیں، صدر جمہوریہ کو خرافاتی، رمال اور اس طرح کے شرم اور القاب دینے لگے۔ اخلاق، قانون، انصاف سب پامال کر دیا گیا۔ اس طرف سے! اس طرف سے بھی یہی ہوا اس طرف سے بھی ایسا ہی کچھ دوسرے انداز سے کیا گیا۔ انقلاب کی تیس سالہ شاندار کارکردگی کی قدرے پردہ پوشی کی گئی۔ کچھ ایسے لوگوں کے نام لئے گئے جو نظام کی اہم شخصیات ہیں جن کی زندگیاں انقلاب کے لئے وقف رہی ہیں۔ میں نماز جمعہ میں کبھی کسی کا نام نہیں لیتا۔ رہا ہوں لیکن چونکہ نام لیا گیا ہے لہذا مجبوراً مجھے بھی نام لینا پڑے گا۔ خاص طور سے ہاشمی رفسنجانی صاحب اور ناطق نوری صاحب کا نام لے کے بات کرنا میرے لئے ضروری ہے۔ البتہ ان حضرات پر کسی نے عین کا الزام نہیں لگایا ہے۔ لیکن اگر ان کے رشتہ داروں کے سلسلہ میں کسی کا کوئی دعویٰ ہے تو اسے قانونی طریقہ سے ثابت کیا جائے اور جب تک ثابت نہیں ہوتا تب تک ذرائع ابلاغ میں نہ لایا جائے اور اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو ان میں اور عوام میں کوئی فرق نہ ہوگا (ایک ہی برتاؤ ہوگا)۔ لیکن ثابت ہونے سے قبل سامنے لانا اور یقین سے کہنا صحیح نہیں ہے۔ ایسی باتیں جب سامنے لائی جاتی ہیں تو معاشرہ میں اس کا برا اثر پڑتا ہے، نوجوان کچھ اور سوچنے لگتے ہیں، کچھ اور سمجھنے لگتے ہیں۔

ہاشمی صاحب کو سب جانتے ہیں لیکن میں انہیں انقلاب اور انقلاب کے بعد انہیں ملے عہدوں کے بعد سے نہیں جانتا۔ میں انہیں ۱۹۵۷ یعنی ہاؤن سال سے جانتا ہوں، انہیں نزدیک سے پہچانتا ہوں۔ ہاشمی صاحب انقلابی جدوجہد کے اصلی ترین افراد میں سے تھے، انقلاب سے پہلے ممتاز اور نامور مجاہد تھے، انقلاب کے بعد امام (ر) کے ساتھ اسلامی جمہوریہ کی اہم ترین شخصیات میں سے تھے، امام (ر) کی رحلت کے بعد سے آج تک رہبر کے ساتھ ہیں آپ کئی بار شہادت کے قریب جا کے واپس آئے ہیں، انقلاب سے پہلے اپنا مال انقلاب کی راہ میں خرچ کرتے اور مجاہدوں کو دیتے تھے۔ نوجوانوں کے لئے یہ سب جانتا اچھا ہے۔ انقلاب کے بعد آپ کئی عہدوں پر فائز رہے ہیں، آٹھ سال تک صدر رہے ہیں، اس سے پہلے اسپیکر تھے اور پھر ذمہ داریاں سنبھالتے رہے ہیں اس پورے عرصہ میں ہمیں ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ انہوں نے انقلاب سے اپنے لئے کچھ ذخیرہ کیا ہو۔ یہ حقائق ہیں، انہیں جانتا چاہئے۔ حساس ترین مواقع پر آپ انقلاب اور اسلامی نظام کی خدمت کرتے رہے ہیں۔

ہاں بعض چیزوں میں میرا ان کے ساتھ نظریاتی اختلاف ہے اور یہ قدرتی امر ہے لیکن لوگوں کو کچھ اور نہیں سوچنا چاہئے، کسی وبم کاشکار نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ ان کا اور موجودہ صدر کے درمیان ۲۰۰۵ء کے انتخابات سے ہی نظریاتی اختلاف چلا رہا ہے اور آج بھی بےخارجہ پالیسی میں دونوں میں نظریاتی اختلاف ہے، معاشرہ میں قیام عدل سے متعلق نظریاتی اختلاف ہے، بعض ثقافتی امور میں بھی نظریات الگ الگ ہیں اور صدر جمہوریہ کے نظریات میرے نظریات سے قریب تر ہیں۔



دفتر مقام معظم رہبری  
www.leader.ir

ناطق نوری صاحب کے متعلق بھی یہی ہے یہی انقلاب کے خدمتگزاروں میں سے ہیں، انہوں نے بھی بہت خدمت کی ہے، انقلاب اور اسلامی نظام سے ان کی دلہستگی میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے۔

ٹی وی پر براہ راست مناظرے اچھی چیز ہیں لیکن یہ نقائص دور کرنے کی ضرورت ہے میں نے اسی وقت مناظرہ کے بعد صدر صاحب کو متوجہ کیا اس لئے کہ جانتا تھا کہ یہ بات مانیں گے۔

مالی بدعنوانی کے سلسلہ میں حکومت کا مؤقف واضح ہے معاشرہ میں عدل و انصاف سے متعلق اسلامی حکومت کا مؤقف صاف ہے بدعنوانی کہیں بھی ہو اس کے خلاف جنگ کرنا ہوگی میں عرض کردوں کہ ہم یہ دعویٰ نہیں کر رہے کہ حکومت میں مالی بدعنوانیاں نہیں ہیں۔ ہوتیں تو میں عدلیہ، مجریہ اور مقننہ تینوں کے سربراہان کے نام چند سال قبل اٹھ نکاتی خط نہ لکھتا اور اتنا زیادہ اس مسئلہ پر زور نہ دیتا بالکل بیسلیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلامی جمہوری نظام اس وقت بھی دنیا کا سب سے پاک و صاف معاشرتی و سیاسی نظام ہے۔ لیکن یہ قطعی صحیح نہیں ہے کہ ہم کسی صہیونی رپورٹ کے بنا پر ملک اور نظام پر مالی بدعنوانی کا الزام عائد کر دیں اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ ہم بلاوجہ کسی شخص یا عہدہ دار کو بدعنوان قرار دیں اسلامی نظام میں عین بہت زیادہ بری شئی ہے اس سے مقابلہ کرنا ہوگا اس کے خلاف جنگ مجریہ، عدلیہ اور مقننہ تینوں کا فرض ہے اس لئے کہ اگر اس کے خلاف جنگ نہ چھیڑی گئی اور اسے کنٹرول نہ کیا گیا تو یہ لعنت ایسے ہی پھلتی چلی جائے گی۔

دنیا کے بہت سارے ممالک یہی مغربی ممالک جو اتنی شدت سے مالی بدعنوانی کی مخالفت کرتے رہتے ہیں خود گلے تک اس دلدل میں پھنسنے ہوئے ہیں حال ہی میں آپ نے برطانوی حکومت اور پارلیمنٹ ممبران کی خبریں سنی ہوں گی، پوری دنیا نے سنا یہ سب، یہ تو ایک چھوٹی سی مثال ہے، معاملہ اس سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔

تو میں عوام سے اپنے خطاب کا خلاصہ کر رہا ہوں میرے عزیزو! ایرانی عوام! بارہ جون کو آپ نے ایک تاریخی اور عالمی کارنامہ انجام دیا اگرچہ دنیا کے گوشہ و کنار میں ہمارے کچھ دشمنوں نے اسلامی نظام کی اس واضح اور حتمی کامیابی کو متنازعہ اور مشکوک بنانے کی کوشش کی یہاں تک کہ بعض نے تو اسے قومی شکست میں بدلنا چاہا، آپ کا مزہ کر کرنا چاہا یہ چاہا کہ الیکشن میں شرکت کا عالمی ریکارڈ آپ کے نام نہ جائے یہ سب کرنا چاہتے تھے لیکن کچھ نہ کرسکے اس لئے کہ یہ ریکارڈ آپ نے بنا لیا ہے اب اس میں رد و بدل نہیں کی جا سکتی۔

اب نہ کوئی کسی کا حریف ہے اور نہ کسی کا کسی سے مقابلہ، ان چاروں صدارتی امیدواروں میں سے آپ نے کسی کو بھی ووٹ دیا ہے اس کا خدا کے یہاں سے اجر ملے گا، انشا اللہ یہ سارے امیدوار انقلاب کے خیمہ میں ہیں، نظام سے منسلک ہیں آپ نے اگر قرینت کی نیت سے ووٹ دیا ہوگا تو یہ عبادت بھی قرار پائے گی۔

انقلاب کو چار کروڑ ووٹ ملے ہیں کہ دو کروڑ چالیس لاکھ جو کہ منتخبہ صدر کے ووٹ ہیں۔ چالیس کروڑ عوام نے انقلاب کے حق میں ووٹ دیا ہے۔





لوگوں کو بھروسہ ہے لیکن صدارتی امیدواروں کے بعض حامیوں کو بھی بھروسہ ہونا چاہیے کہ اسلامی جمہوریہ عوام کے ووٹوں میں خیانت سے کام لینے والا نہیں ہے یہ اس کا کام ہے ہی نہیں ہمارے ملک کا انتخابی طریقہ کار ایسا ہے کہ دھاندلی ہو ہی نہیں سکتی جو شخص بھی کسی انتخابی ادارہ سے منسلک ہے یا الیکشن کا طریقہ کار جانتا ہے وہ اس کی تصدیق کرے گا کیسی دھاندلی اور وہ بھی ایک کروڑس لاکھ کی! اگر دونوں کے ووٹوں میں ایک لاکھ کا فرق ہوتا، پانچ لاکھ کا فرق ہوتا، دس لاکھ کا فرق ہوتا تو شاید کہا جاسکتا تھا کہ کچھ دھاندلی ہوئی ہے ادھر کے ووٹ ادھر کے گئے ہیں لیکن ایک کروڑس لاکھ ووٹوں کی دھاندلی کیونکر ممکن ہے! بہرحال میں نے بھی کہا اور نگران کونسل نے بھی مان لیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی شک ہے اور اس کے پاس ثبوت ہے تو اس کی ضرورت تحقیق کی جائے گی لیکن صرف قانونی راستہ سے جو یہی کاروائی ہوگی قانونی ہوگی میں غیر قانونی مطالبات کے دباؤ میں برگر نہیں آؤں گا آج اگر قانون کا پاس نہ رکھا گیا تو مستقبل میں کوئی بھی الیکشن معتبر نہیں مانا جائے گا اس لئے کہ بر الیکشن میں کچھ لوگ باریں گے کچھ جیتیں گے اور ایسی صورت میں الیکشن کا کوئی اعتبار نہیں رہ جائے گا لہذا جو یہی اقدام اٹھانا ہے وہ صحیح اور قانون کے مطابق ہونا چاہیے واقعاً کسی کو کوئی شک ہے تو اس کے لئے قانونی راستہ اختیار کیا جائے اس معاملہ میں قانون بالکل صاف ہے اور اس میں کوئی نقص نہیں ہے جس طرح امیدواروں کو نگرانی کا حق دیا گیا، شکایت کا حق دیا گیا اسی طرح ان کی شکایات کا جائزلیا جائے گا یہ بھی ان کا حق ہے میں نے نگران کونسل سے کہا ہے کہ اگر انہوں نے بیلٹ بکس کھول کے ووٹوں کی دوبارہ گنتی کرنا چاہی تو وہ امیدواروں کے نمائندوں کو بھی بلائیں، ان کے سامنے ہی گنتی ہو، نتائج سامنے لائے جائیں اور ان پر دستخط کر دیا جائے لہذا قانونی لحاظ سے اس سلسلہ میں کوئی مسئلہ نہیں ہے یہی انتخابات سے متعلق اور آپ عوام سے خطاب!

اب میں سیاسی شخصیات، امیدواروں اور سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں سے مخاطب ہوں ان حضرات سے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملک ایک حساس تاریخی موڑ پر کھڑا ہے دنیا کا حال دیکھیے، مشرق وسطیٰ کا حال دیکھیے دنیا کی معاشی حالت ملاحظہ کیجیے، افغانستان، عراق، پاکستان جیسے بڑی ممالک کے حالات دیکھیے ہم ایک حساس مرحلے پر کھڑے ہیں اس موڑ پر ہم سب کا فرض ہے کہ ہوشیاری اور سمجھداری سے کام لیں، محتاط طریقہ اپنائیں، غلطی نہ کریں۔

الیکشن میں واقعاً عوام نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے ان کی ذمہ داری یہی تھی کہ ووٹ دیں اسے انہوں نے بطریق احسن نبھا دیا ہے لیکن ہم اور آپ کی ذمہ داری زیادہ سخت ہے جن لوگ کا عوام میں کسی بھی لحاظ سے اثر و رسوخ ہے یہی سیاسی شخصیات، یہی سیاسی پارٹیوں کے سربراہان، یہی سرگرم سیاسی افراد جو اپنے خاص سیاسی رجحانات کی ترویج کر رہے ہیں عوام میں ان کے طرفدار ہیں، ان کی بات سنتے ہیں انہیں بہت زیادہ اپنی رفتار و گفتار کا خیال رکھنا چاہئے اگر انہوں نے ذرا سی زیادہ روی سے کام لیا عوامی حلقوں میں اس کے اثرات خطرناک ہوسکتے ہیں اور پھر حالات خود ان کے اختیار میں بھی نہیں رہیں گے اس کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں معاشرہ میں اگر انتہا پسندی نے جنم لے لیا تو یاد رکھیے کہ ایک کی انتہا پسندی دیکھ کے دوسرے بھی انتہا پسند ہوجاتے ہیں اگر سیاستدان قانون کا پاس نہیں رکھیں گے، ابرو کی اصلاح کے لئے آنکھ پھوڑ دیں گے تو اس کے بعد وہ چاہیں یا نہ چاہیں جتنا بھی خون بہے گا، جتنا بھی تشدد ہوگا، جتنا بھی بلوہ و فساد ہوگا اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے میں ان سبھی حضرات کو، ان سبھی پرانے دوستوں کو، ان سبھی بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اوپر قابو رکھیے، کشادہ دلی سے کام لیجیے، دشمن کے پوشیدہ ہاتھ مد نظر رکھیے چھپے بھوکے بھڑیوں نے اب آہستہ آہستہ ڈپلومیسی کی نقاب اتارنا شروع کر دی ہے، اب اپنا اصلی چہرہ دکھا رہے ہیں انہیں مد نظر رکھیے، ان سے غافل نہ رہیے۔

میں ابھی عرض کروں گا کچھ مغربی ممالک کے ڈپلومیٹس جو اب تک ہم سے ڈپلومیٹک زبان میں گفتگو کر رہے تھے اب چہرہ سے نقاب الٹ چکے ہیں اور اپنا اصلی چہرہ دکھا رہے ہیں "قدیدت البغضاء من افواہہم ومانخفی صدورہم اکبر" (۵) اب نظام اسلامی سے اپنی دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں جن میں سب سے خبیث برطانوی حکومت ہے میں ان بھائیوں سے عرض کر رہا ہوں کہ خدا کی جانب سے آپ پر جو ذمہ داری عائد ہے اس کی فکر کیجئے امام (ر) کی آخری وصیت یاد کیجئے قانون حرف آخر ہے قانون کو حرف آخر سمجھیے الیکشن آخر کیوں ہوتا ہے؟ الیکشن اس لئے ہوتا ہے کہ تمام اختلافات بیلٹ بکس کے ذریعہ حل ہوجائیں اور پتہ چل جائے کہ عوام کیا چاہتے ہیں اور کیا نہیں چاہتے یہ کام سڑکوں پر نہیں ہوتا اگر بر الیکشن کے بعد بارے والے امیدوار اپنا لاؤلش کر لے کر سڑکوں پر نکل آئیں، اپنے حامیوں سے جلوس نکلاؤں اور اس کے بعد جیتنے والے بھی ان کے جواب میں اپنے حامیوں کو لے کر سڑکوں پر نکل آئیں تو الیکشن کیوں ہوتا تھا؟ لوگوں کا کیا قصور ہے؟ سڑک لوگوں کے کام کرنے اور چلنے کی جگہ ہے، ان کے رہنے کی جگہ ہے ان کی کیا غلطی ہے؟ کہ ہم انہیں اپنے حامیوں کی تعداد دکھائیں ہمارے والے بھی یہی کریں اور جیتنے والے بھی یہی ایسا ماحول دہشت گردوں کے لئے مناسب واقع ہوتا ہے جسے کوئی دہشت گردانہ کاروائی کرنا ہے اس کے لئے یہ ماحول بڑا اچھا ہے اسے سیاست سے کیا غرض اسے تو ان مظاہرین میں چھپنے کا بہترین موقع مل جاتا ہے اگر یہ جلسے اور مظاہرے دہشت گردوں کی پناہ گاہ بن جائیں تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ حال میں جو عوام یا رضا کار دستوں کے اہلکار مارے گئے ہیں ان کے خون کا جواب کون دے گا؟ اور پھر اس کا رد عمل بھی سامنے آئے گا سڑک پر بھیڑ سے فائدہ اٹھا کے جب یہ کسی رضا کار کو ہلاک کر دیں گے،



دفتر مقام معظم رہبری  
www.leader.ir

کسی پولیس والے کو مار ڈالیں گے تو بہرحال اس کا رد عمل تو ظاہر ہوگا۔ اس رد عمل کا جواب کون دے گا؟ بعض تو ایسے واقعات پیش آئے ہیں جنہیں دیکھ اور سن کے انسان کا دل خون روتا ہے۔ یونیورسٹی کیمپس میں جوانوں پر طلبہ پر اور وہ بھی شور شرابہ کرنے والوں پر نہیں مؤمنانہ حزب اللہی طلبہ پر حملہ کرتے ہیں اور پیر کے حق میں نعرے بھی لگاتے ہیں! ایسے واقعات پر انسان کا دل خون روتا ہے۔ تو سڑکوں پر زور آزمائی نہ کیجئے یہ صحیح نہیں ہے۔ تو اصل انتخابات اور جمہوریت کو چیلنج کرنا ہے۔ میں سب سے کہہ رہا ہوں کہ یہ سلسلہ بند کیجئے یہ صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا تو اس کے نتائج کی ذمہ داری خود ان پر ہوگی۔

یہ بھی کوئی نہ سوچے کہ وہ مظاہرین سے حکومت پر دباؤ بنالیں گے، حکام مجبور ہو جائیں گے اور آخر کار مصلحتاً ان کے غیر قانونی مطالبات مان لیے جائیں گے۔ جی نہیں یہ بھی غلط فکری ہے۔ پہلی بات یہ کہ دباؤ میں آکے غیر قانونی مطالبات تسلیم کر لینا لاقانونیت کا آغاز ہے۔ سوچ غلط ہے، ایسا تصور صحیح نہیں ہے۔ اس کے جو بھی نتائج ہوں گے ان کے ذمہ دار براہ راست وہی لوگ ہوں گے جو پس پردہ یہ سب کروا رہے ہیں اگر ضرورت پڑی تو مناسب وقت پر لوگ انہیں بھی پہچان لیں گے۔

میں ان تمام بھائیوں اور دوستوں سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ بھائی چارہ کو معیار بنائے، مفاہمت کی بنیاد پر آگے بڑھیے، قانون کی رعایت کیجئے، قانون کا دروازہ کھلا ہے۔ محبت اور صدق و صفا کا راستہ کھلا ہے اس راستہ سے آگے بڑھیے۔ امید ہے کہ خدا کی توفیق سے سب یہی راستہ اختیار کریں گے۔ سب ملک کی ترقی ہی چاہتے ہیں، تو ہمارے یہ بھائی بھی چالیس کروڑ عوام کی الیکشن میں شرکت کا جشن منائیں اور دشمن کو جشن کا یہ ماحول خراب کرنے کا موقع نہ دیں۔ دشمن یہی کرنا چاہتا ہے اس کے بعد بھی اگر کچھ لوگ کوئی دوسرا راستہ اپنانے کی کوشش کرتے ہیں تو میں پھر عوام کے درمیان آؤں گا اور اس سے زیادہ شفاف لفظوں میں گفتگو کروں گا۔

اب میں استبداد کی حکومتوں اور استبداد کی ذرائع ابلاغ کے سربراہان سے مخاطب ہوں۔ ان آخری دو تین ہفتوں سے میں نے امریکہ اور کچھ یورپی ممالک کے حکمرانوں کی رفتار و گفتار پر نظر رکھی ہوئی ہے۔ انتخابات سے چند ہفتے قبل، انتخابات کے دن، انتخابات کے بعد کی رات اور پھر انتخابات کے بعد ان دو تین دنوں میں ان کی رفتار و گفتار مستقل بدلتی رہی ہے۔ انتخابات سے قبل ان کا میڈیا اور حکمران خود انتخابات کی کوشش کو قرار دینے میں لگے تھے تاکہ کم تعداد میں لوگ ووٹ دینے کے لئے نکلیں۔ الیکشن کے جوتناج برآمد ہوئے ہیں امریکی ویب پر بھی یہی قیاس آرائیاں کر رہے تھے لیکن انہیں یہ نہیں اندازہ تھا کہ اتنی تعداد میں لوگ ووٹ دینے نکلیں گے۔ چالیس فیصد یا چالیس کروڑ لوگوں کی شرکت کا انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اس کے بعد جب یہ منظر دیکھا تو دم بخود رہ گئے سمجھ گئے کہ ایران میں کتنا بڑا واقعہ رونما ہو گیا ہے۔ سمجھ گئے کہ اب انہیں، بین الاقوامی معاملات ہوں، مشرق وسطیٰ کا مسئلہ ہو، عالم اسلام کے معاملات ہوں یا جوہری توانائی کا مسئلہ، برجگہ موجودہ صورتحال سے سمجھوتہ کرنا پڑے گا۔ اب ایران کے معاملات میں دم بخود تھے۔ سمجھ گئے کہ اسلامی جمہوریہ سے متعلق معاملات میں ایک نئے باب کا آغاز ہو گیا ہے اور انہیں مجبوراً اسے ماننا پڑے گا۔ یہ اس وقت کی صورتحال تھی جب انہوں نے عوام کی بھاری تعداد دیکھی یا ان کے گماشتوں کے ذریعہ مستقل یہاں سے بتائی جارہی تھی۔ سب نے حیرت کا اظہار کیا۔ جمعہ کی صبح سے ہی یہ سلسلہ شروع ہو گیا اور خود وہاں بھی اس حیرت کے اظہار پر رد عمل ہوا۔

لیکن جیسے ہی دیکھا کہ کچھ امیدوار اعتراض کر رہے ہیں تو انہیں محسوس ہوا کہ موقع ہاتھ لگ رہا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنا کام کر سکتے ہیں۔ سنیچر اور اتوار کے بعد سے ان کے لہجہ میں تبدیلی آگئی اور اس کے بعد جب انہیں آہستہ آہستہ مثلاً بارے ہوئے امیدواروں کے کہنے پر تھراؤ کے سڑکوں پر عوامی مظاہرے نظر آنے لگے تو اب ان کی امیدیں بندھ گئیں۔ اب آہستہ آہستہ چہروں سے نقابیں ہٹنے لگیں اور اپنی حقیقت دکھانے لگے۔ امریکہ اور یورپی ممالک کے کچھ وزرائے خارجہ اور سربراہان مملکت نے ایسے بیان دینا شروع کیے جن سے ان کی حقیقت عیاں ہوتی ہے۔ امریکی صدر سے منسوب یہ بیان سامنے آیا کہ ہمیں اسی دن کا انتظار تھا کہ لوگ سڑکوں پر نکل آئیں ایک طرف سے خط لکھتے ہیں، ایران سے تعلقات قائم کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں، اسلامی جمہوریہ کے تئیں احترام کا اظہار کرتے ہیں اور دوسری جانب اس طرح کا بیان دیتے ہیں ہم کسی صحیح مانیں؟ ملک کے اندر بھی ان کے گماشتے حرکت میں آگئے اور تخریب کاری شروع ہو گئی، تخریب کاری، آتش زنی، عوامی املاک و جائداد کو آگ لگانے لگے، لوگوں کا روزی روٹی کمانا خطرے میں پڑ گیا، دکانوں کے شیشے توڑنے لگے، کچھ دکانیں بھی لوٹیں، لوگوں کا جان و مال غیر محفوظ ہو گیا، ان کی سلامتی خطرے میں پڑ گئی۔ سب کا تعلق عام لوگوں یا کسی صدارتی امیدوار کے حامیوں سے نہیں ہے۔ یہ دشمنوں کا کام ہے، گماشتوں کا کام ہے، مغربی اور صہیونی خفیہ تنظیموں کے ایجنٹوں کا کام ہے۔ تو ملک کے اندر بعض افراد کے غیر ذمہ دارانہ اقدامات نے انہیں للچادیا سوچنے لگے۔ ایران بھی جارحانہ ہے! کچھ سال پہلے ایک صہیونی سرمایہ دار نے ذرائع ابلاغ میں یہ دعویٰ کیا تھا (جیسا کہ ذرائع ابلاغ میں آیا) کہ میں نے دس ملین ڈالر خرچ کر کے جارحانہ میں مہمیں انقلاب برپا کر دیا۔ ایک حکومت ہٹا کے دوسری حکومت قائم کر دیا۔ حاکم سوچنے لگے کہ اسلامی جمہوریہ ایران اور یہ عظیم قوم بھی ویسی ہی ہے۔ ایران کا کس سے تقابل کر رہے ہو؟ ہمارے دشمنوں کی پریشانی یہ ہے کہ وہ ابھی بھی ایرانی قوم کو سمجھ نہیں پاتے۔ یہ اس دوران سب سے بری



چیز جو دکھائی دی وہ یہ تھی کہ امریکی حکمران انسانی حقوق اور لوگوں کے ساتھ سختی برتنے کی دہائی دینے لگے۔ ہم لوگوں کے ساتھ پورے اس قسم کے برتاؤ کے مخالف ہیں، ہمیں تشویش ہے! تم عوام کے لئے پریشان ہو؟ تم انسانی حقوق نام کی کوئی چیز مانتے بھی ہو؟ افغانستان میں لوگوں کے خون کی بولی کس نے کھیلی اور آج بھی کھیلی جا رہی ہے؟ عراق کی فوجی جوتوں سے توہین کس نے کی؟ فلسطین میں ظالم صہیونی حکومت کی اس قدر سیاسی اور مالی مدد کس نے کی؟ واقعاً تعجب ہوتا ہے خود امریکہ کے اندر انہیں ڈیموکریٹس کی حکومت میں، ابھی جو محترمہ بیان دی رہی ہیں انہیں کے شوہر کی حکومت میں داؤد بفرقہ سے تعلق رکھنے والے اسی سے زائد افراد کو زندہ جلادیا گیا تھا اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انہیں لوگوں نے انہیں ڈیموکریٹس نے یہ کیا تھا داؤد بفرقہ پر جسے یہ لوگ ڈیوڈی کہتے ہیں کسی وجہ سے امریکی حکومت غضبناک ہو گئی یہ لوگ ایک مکان کے اندر بڑھال کر رہے تھے جتنی بھی کوشش کی گئی باہر نہیں نکلے تو اسی مردوں، عورتوں اور بچوں کو مکان کے اندر زندہ جلا دیا گیا۔ تم جانتے بھی ہوا انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں؟ میرا خیال ہے ان امریکی ویوری حکام اور سیاستدانوں کو کچھ شرم و حیا بھی سیکھنی چاہئے۔ اسلامی جمہوریہ انسانی حقوق کا علمبردار ہے؛ ہماری طرف سے فلسطین، لبنان، عراق، افغانستان اور دنیا کے کسی بھی خطہ کے مظلوم عوام کی حمایت اسی کی علامت ہے۔ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام پر اعتقاد اور ایمان کے باعث ہمارا ملک انسانی حقوق کی علمبرداری کر رہا ہے۔ انسانی حقوق کے سلسلہ میں ہمیں کسی کی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تھے انتخابات سے متعلق ہمارے معروضات۔

آخر میں اپنے آقا و مولا حضرت بقیۃ اللہ ( ارواحنا فداہ ) کی خدمت میں عرض ہے ؛ اے ہمارے سید و سردار! ہمیں جو کرنا چاہئے کر رہے ہیں جو کہنا چاہئے کہہ رہے ہیں اور کہتے رہیں گے۔ میرے پاس حقیر سی جان ہے، ناقص سا جسم ہے، تھوڑی بہت عزت ہے جو آپ ہی کی دی ہوئی ہے۔ یہ سب میں نے ہتھیلی پر رکھا ہے اور انقلاب اور اسلام کی راہ میں فدا کر دوں گا، یہ سب بھی آپ پر نثار! اے ہمارے مولا و آقا! ہمارے لئے دعا کیجئے۔ ہم آپ کے ہیں، یہ ملک آپ کا ہے، یہ انقلاب آپ کا ہے، ہمارے ناصر و مددگار آپ ہیں۔ ہم اسی راہ پر گامزن رہیں گے اور سختی سے گامزن رہیں گے۔ اپنی دعا، حمایت اور توجہ کے ذریعہ اس راہ میں ہماری مدد فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اذا جاء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا۔

والسلام عليكم ورحمت الله وبركاته



دفتر مقام معظم رهبری  
www.leader.ir

---

۲- عدد ۲۸

۳- جمعه ۹

۴- عصر ۲۰

۵- آل عمران ۱۱۸